

جناب مولوی غلام حسین صاحب
یوم منہ

ریاست بہاولپور

پرائیگنڈا اور اُس کی حقیقت کا انکشاف

مرتبہ

حافظ غلام قادر خان اور اُس کے چار ہمراہیوں نے اقبال برقی پریس

سے چھپوا کر شائع کیا

انکشافِ حقیقت

منجم قدیم والی ریاست بہاولپور خلد ائمہ ملکہ و اقبالہ کیجئے
اظہارِ حقیقت

اور
کیفیت
انجئے وطن صاحبانِ اسلام و اہلِ مٹو کے سامنے حالات کی مختصر
برادری و وطن:

ہرچہ صادق الاخبار، مطبوعہ ۱۹۰۷ء۔ نومبر ۱۹۰۷ء میں درج شدہ ایڈر
کا اپنے ملاحظہ فرمایا ہو گا۔ زمینیں رعایا کی مفرح الحالی۔ انہ اور شوت و
جوانم اور ہر ایک صیغہ کے علاوہ حکومت کا حسن انتظام کے علاوہ خصوصیت
کے ساتھ عالیجناب مولانا مولوی غلام حسین صاحب ہوم ہسٹری کی بلند مقامی تدبیر
مردور اندیشی ظاہر کرتے ہوئے ہم معقولہ ذیل
مقطع غلام ملک خان پیشتر مشیر مال - محمد امین خان پیشتر سپرنٹنڈنٹ پولیس
لطیف اللہ خان - - - - - جین محل بی۔ اے۔ - - - - - سیکنڈ ماسٹر سابق

روح جبر سید، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بیلک پراسیکیوٹر۔
 ہم پانچ آدمیوں کو اخبار کتبہ کا مد قرار دیکر ایک نامعلوم گروہ کا سرغنہ
 ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ہمارے برخلاف الفاظ ذیل استعمال کئے گئے ہیں۔
 ”مفسد۔ فتنہ پرداز۔ سڈیشن پرداز۔ شررا انگیز۔ بدکار۔ بدکردار۔ ناپاک سرکار والا۔
 بدخواہ۔ حکومت کی خلاف ادگوئیں جذبات نفرت پھیلانے اور بد امنی و بھینچنی پیدا کرنے
 والے ایک ناپائدار مکمل ابرو غیر و غیر“۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو فاش دشنام دہی کی حد
 سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور جنکو کوئی مہذب انسان استعمال نہیں کر سکتا۔ ان الفاظ کو کتبہ
 در دیکھتے ہوئے اپنے آثار حضور سرکار عالی دام اقبالہ و ملکہ کے کرمانہ عنایات طبعیت
 برائے ہے۔ جہاں کہ ان لفظوں کے اعادہ کرنے یا ان کے باور فرمائیےں اجتناب نہ کیا گیا
 یہ ایڈیس ریاست ملازمان کی ایک جماعت کی طرف سے ہی جنہوں نے اسکو حضور سرکار
 مالی دام اقبالہ و ملکہ کی خدمت پیش کر کے بعد اخبار میں بھی شائع کر دیا ہے۔ مضمون
 ایڈیس ایک ناقابل برداشت مضمون ہے۔ اور سب سے پہلے اسکی حقیقت برآمد ان وطن اور
 قلم قدیم کے حضور پیش نہ کر میں صرف سیاسی غلطی ہے بلکہ اسکو ہم اپنے لئے گناہ عظیم
 سمجھتے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم لوگ دستخط کنندگان ایڈیس کی پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے
 سلی حالات کو غشت از باہم کریں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنی اس تکلیف

کافقشہ برادرانِ وطن کے سامنے پیش کر دیں۔ جبکہ باعثِ ہلکوار اس سحریرے سمجھنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

ہم وہ لوگ ہیں جو قدیم سے سرکارِ دلا کے منکھوار اور ذرا کار چلے آتے ہیں اور اپنے ملک کے سچے جاں نثار ہیں۔ ہم عالیجناب ہوم منسٹر صاحب کی ذاتی ناراضگیوں کا شکار ہیں۔ یہ ناراضگی اس وقت اس ایڈریس کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہے۔ جو نہ صرف غیر مشفقانہ اور غیر مہذبانہ لفظوں کی ذریعہ استعمال کی گئی ہے بلکہ وہ جناب ہوم منسٹر صاحب کے خفا کا ارادہ و نکتہ پیشِ حنیہ ہیں ہم لوگ ہوم منسٹر صاحب کے امن سوز عمل سے آشنا ہیں۔ جبکہ باعثِ ناچاری تحفظِ آبرو کیلئے بدلہ دردِ ناک ہوم منسٹر صاحب کے بقائے اقبال تک اپنے وطن اور عزیز اقارب کو چھوڑنا پڑا۔ اور اپنی پریشان حالت کی داستانِ عالیجناب حنیف منسٹر کی مسرت اپنے آقا کے حضور بھجوا دی۔ جس میں یہ استدعا تھی کہ اپنے حضورِ غلامانِ قدیم کو بلا کر ہوم منسٹر صاحب بہادر کے سامنے ان کے مظالم اور ہمارے صبر کے حالات سماعت فرمائے جاویں۔ اگرچہ الزاماتِ مندرجہ ایڈریس کا صدر مدہ دلچسپ نہایت شاق تھا اور پھر اجبارِ صادق کے اندر ایڈریس کو شائع کرنے کے ذریعہ تشہیر کا سلسلہ زیادہ صدر مدہ تھا تاہم نہایت صبر سکون اور خاموشی کے ساتھ وقت گزار رہے تھے لیکن ہوم منسٹر صاحب نے برطیش اندھین اجازت دیکر اندراجی تو صیف اور ہماری شکایت کا

سلسلہ شروع کرتے ہوئے اپنے اثرات کے ذریعہ ہمارے ابناء وطن کو ہلے برخلاف غلط طریقے سے بغیر دانش و شعور کو باجیکر باعث ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ برادرین وطن کو کسلنے حقیقت کی ایک دھندلی سی تصویر پیش کر دی جائے تاکہ وہ دھوکہ میں نہ رہیں۔
برادرین وطن !

میں غلام قادر وہ شخص ہوں۔ جس کے خاندانی خدمات اور اپنے منعم سے ذاکار کے حالات تاریخ ریاست میں زرین قلم سے لکھے جا چکے ہیں۔ یہ بات فخر سے ظاہر کرنے کے قابل ہے۔ کہ دولت خداداد عسکری اور دول معلیٰ برطانیہ کے خوشگوار تعلقات میرے جد ماجد سردار معزز الدین خاں صاحب کمانڈنٹ فوج کے ان سرفروشان خدمات کا نتیجہ ہیں۔ جو انہوں نے جنگ ملتان کے دوران میں اپنے آقا کے فرمان پر گد نہشت برکت کی امداد اور ایکے بقلے اقبال کے لئے انجام دیئے تھے۔

میرے والد ماجد سردار محمود خاں صاحب مشیر مال زمانہ حال کی نیک یاد ہیں۔ ریاست اور دہلی ریاست کے ساتھ ان کے خدائے خدمات کا شاہد سرکاری پیکر کے علاوہ ان کا وہ شاہکار مقبرہ ہے۔ جس کو فردوسِ مقیم قدردان آقا و اب محمد بہاؤ اللہ صاحب علیہ الرحمۃ و العافۃ نے شاہی محلہ میں مبارک ماتحتوں تعمیر کرایا۔ میرے ذاتی خدمات کا نتیجہ اس بات سے نکل سکتا ہے۔ کہ عہدِ گرد و اور قافانگوئی میں نے

اپنے آپ کو مشیرت مالی تک پہنچا یاد در مالیکہ در میان میں بہت عرصہ تک کو نسل آف
 رخصتی کی حکومت دی۔ جبکہ اند من غذات اور کارگزار کی سیوا کوئی وہ سرگزشت
 بابت ترقی نہیں ہو سکتا تھا۔

قادت مکھڑاری کے سلسلہ میں اس وقت میراجیو ٹا بھائی ظلم اور دوسرا بھائی
 پولیس اور سیطیح میسے خاندان کے بہت سے آدمی ملازمت کے ذریعہ آقا کے نکھڑار
 ہیں۔ اور کثرت کی کشتیاں چوکی تعداد ہی جو آقا کی ذات کی کشتیاں و قحلات کے سلسلہ میں رہتے ہیں
 اور جنہوں نے میرافزندان محمد خان بنایات شاہی ولایت میں تعلیم پانا ہے۔
 کب کسی تشریح کی ضرورت ہے۔ کہ میں غلام قادر کون تھا اور مولوی غلام
 صاحب کون اور ہمارے آپس میں کیا تعلق تھے۔

مشرق اتالیقی اپنے آقا کے باعث میں انکا سچا ارادہ تھا اور انکی چستہ و
 ہوتی تھیں۔ میں انکے بچے سرنگون تھا۔ میرامیڈ مال کا تھا جس کے اندر دوسرا مشرف
 کو مالی جائداد بنائے کیلئے حاجتوں کے وسیع سلسلہ تھا۔ ریاست کے لشکر کوئی
 قابل لحاظ بعدی پوری جائیداد نہیں رکھتے تھے۔ اقبال مذہبوں پر جس طرح
 کہ اثرات ملازمت و شان اتالیقی سے اٹھوں نے جائیداد حاصل کی۔ اسکے اظہار
 شرافت و تہذیب مانع ہے۔ میں اپنے آقا کے حضور شرف جاہ یا بی پر رہتا تھا۔

کر دکھا اور حضرت مولانا صاحب کو تسلیم بھی کرادو۔ رعایا کی حصولِ امنیاء کے علاوہ ہوم منسٹر صاحب نے میرے مخالف علم و رضا اپنی ایک ایسی خواہش کو پیدا کر لیا جس کا ایسے دل پر سخت صدمہ پیدا ہوا۔ جس کی کیفیت یہ تھی۔

۱۔ شہر بہاولنگر کے قریب بہاولواہ کے کنارے پر بنام بہاد زخیر کے ایک رقبہ تھا جس سے بہت کچھ آمدنی روپیہ کے توقعات تھے۔ جناب منسٹر کینیو صاحب بہاولنگر ہوم منسٹر نے برطانیہ رپورٹ الہ نواز خان ہتھم جنگلات یہ نوٹ چھوڑا تھا کہ ایک وقت اس رقبہ کی قیمت غالباً چار پانچ سو روپیہ فی ایکڑ تک ہو جاوے گی۔ جس کے باعث بحکم صاحب ممدوح یہ رقبہ محفوظ کر دیا گیا تھا۔

۲۔ حدود میونسپل کمیٹی بہاولپور کے اندر بنام بہاد چاہ بھار والہ ایک رقبہ تھا۔ جاری شدہ چار کے علاوہ جسکی تمام اراضی زر خیر تھی۔ اور جسکی قیمت اسٹار فی ایکڑ تھی۔ ۱۲۰ روپے کے قریب میں تین چار عا مان جاری شدہ تھے۔ چنبر فرار عا کے گھر بھی موجود تھے۔ اور یہ رقبہ سالم آباد تھا۔ جسکی قیمت کم از کم صا رسما ر فی ایکڑ تھی۔

۳۔ تذکرہ بالا تمام ملکے ہوم منسٹر صاحب نے غالباً ماعتلہ روپیہ فی ایکڑ پر حاصل کیے۔ تشخیص قیمت کے متعلق میری یا کسی دوسرے روپیہ انفر کی رپورٹ نہیں لکھی تھی۔ یہ تمام کارروائی ہوم منسٹر صاحب نے بالا بالا خود کر لی تھی۔ جس کے اندر

رائج الوقت نرخ سے کم از کم پانچ لاکھ روپیہ کاربایست کو خسارہ دیا گیا تھا۔ جس
 روئیو افران کے دل پر اثر تھا۔ وہ مجبور تھے۔ اور وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اب اس
 کامیابی پر ہوم منسٹر صاحب نے اپنی خواہشات کو لبیکر دیا۔ اور ایک ایسے ٹکڑہ پر نظر
 ڈالی۔ جو شہر بہاولنگر کی حدود بھیوینلی کے اندر تھا۔ اور جسکو مستقبل کی گران قیمت
 تیلے محفوظ رکھا گیا تھا۔ ہوم منسٹر صاحب چاہتے تھے۔ کہ اول انڈر ٹکڑہ بنام بہاولنگر
 حاصل شدہ خود سے وہ مختلف ٹکڑے جن کا نشیب فراز تردد آبادی کیلئے کچھ محنت اور
 مصارف طلب تھا۔ آئیکہ اس ٹکڑہ موقعہ حدود میوینلی کے ساتھ تبادلہ میں ماہین
 دیدیا جائے۔ جس کا حال اس وقت کے روئیو منسٹر صاحب کو معلوم ہو گیا۔ اور انہوں نے
 مجھ سے تبادلہ خیال فرمایا۔ چونکہ اب میں ہوم منسٹر صاحب کے ارادہ کا واقف ہو چکا
 کہ انکی نگاہیں اپنے لئے منعم کی غارت مال پر لگ چکی ہیں۔ چونکہ یہ مال میری ذاتی ذمہ
 داریوں کو اندر تھا۔ خیر کہ قرضہ کی ادائیگی اور ریاست کی مہیجہ کلدار مدار تھا۔ لہذا جنابت
 ٹک نے ہوم منسٹر صاحب کی خواہشات سے نفرت کرادی۔ اور روئیو منسٹر صاحب بہاولنگر
 کو امتحان کرائے کیلئے اسی رقبہ کے چھوٹے چھوٹے کئی ہلاک قائم کئے گئے۔ جن میں سی
 محدودہ چند ہلاک صمار سے حمار فی ایکڑ تک پہنچ گئے۔ ابھی اپنا آبوشی کا غیر
 مستقل سلسلہ تھا۔ مستقل آبپاشی اور شہر کی پوری آبادی پر اس ٹکڑہ کی بیش بہا

قیمت پر جانکی اُمید ہو گئی۔ براں صاحب بہادرنے باقی ماندہ ٹکڑہ کو آئندہ معا
کی خاطر محفوظ رکھا دیا۔ جس پر اپنے اغراض کی پوری ناکامی کا نقشہ دیکھ کر ہوم منسٹر
صاحب نے پھر عتاب کرنا شروع کیا۔

شمارت اعمال کا یہ دوسرا موقع تھا کہ اراضی سرکاری موسومہ نوآباد
تعدادی تقریباً پچیس سو بیگ جو شہر بہادپور کے قریب کچھ فاصلہ پر واقع ہے
جس کے اندر خاصی تعداد جاری شدہ چاٹان کے علاوہ زراعت کی بستیاں کی تھیں
اور جن میں بہت کچھ رقبہ آباد تھا۔ اسکے حامل کرنیکی ہوم منسٹر صاحب کو خواہش
پیدا ہو گئی۔ ناظم محمد یار خان اور عنایت محمد اپنے ماتحت ملازم جاگیر کے ذریعہ
لاٹری کی حالت میں حسب خواہش خود اس اراضی کے نقشہ جات تیار کرائے
اور چیدہ چیدہ ٹکڑہ جات اراضی کا غذات نیلام میں درج کرائے۔ اب وہ
اس رقبہ کو معمولی قیمت پر لینا چاہتے تھے۔ ممکن ہو کہ انکی خواہش کے مطابق
معمولی دام پر نیلام ختم ہو جاتا۔ لیکن میں اور عالیجناب روینو منسٹر صاحب پہلے
باخبر ہو گئے تھے۔ براں سرکار والا کے نقصان کو ملحوظ رکھتے ہوئے خریداران رقبہ
کے پیدا کر نہیں کوشش ہوئی۔ مجمع عام میں مولو بھابھ کے کارندگان کی بولی کا
سلسلہ تو معمولی قیمت پر رہا، اور ٹیلیفون کے ذریعہ دریافت کر لیئے پر انہوں نے

بولی کے ایزاد کرنے سے جواب دیا۔ لہذا نیلام کی تعداد ہندوان بہاولپور
 کی طرف سے ایک سو دو روپیہ فی ایکڑ تک پہنچ گئی۔ اور اس رقم پر تین دن
 انتظار کرنے کے بعد یہ رقبہ ہندوان بہاولپور بولی دہندہ کے نام ختم کر دیا
 گیا۔ حالات ایسے تھے کہ اگر مولوی صاحب بولی نیلام میں ایزادی فرماتے۔ تو
 خریداران رقبہ کی طرف سے نیلام رقبہ میں بہت ایزادی ہو جاتی۔ اور
 خزانہ سرکار کو فائدہ پہنچتا۔ لیکن اسوں کہ مولوی صاحب نے ایسا نہ کیا نیلام
 ختم ہو چکے بعد محمد یار خان ناظم کے ذریعہ ہندوان خرید کنندہ اراضی پر
 زور ڈالا گیا۔ کہ وہ یہ اراضی مولوی صاحب موصوف کے حوالہ کر دیں۔ ان
 کو قید ہو نیکی دھمکی دیکھی۔ حکم حضور سرکار عالی دہم اقبالہ و ملکہ اراضی واپس
 ہونے کا انکو خوف دیا گیا۔ لیکن ہندوان نے اراضی کا واپس دینا منظور نہ کیا۔ بعد
 میں کچھ منافع دینے پر مولوی صاحب موصوف نے میری معرفت ہندوان مذکور
 سے یہ اراضی واپس لینے چاہی۔ لیکن ہندوان نے پھر بھی اراضی کا دینا
 منظور نہ کیا۔ اب انہوں نے صریح طور پر اپنی آئندہ خواہشات کا
 مضر خیال فرمایا۔

ان دنوں صاحب بہادر روپو منسٹر کی درخواست رخصت چار ماہ

پیش ہونے پر ازراہ عنایت خسروانہ و خدمت شناسی حضور
سرکاروالانے میری قائم مقامی کی تجویز فرمائی تھی۔ اور کاغذات بھی
گورنمنٹ آف انڈیا میں جملے تھے۔ جس کے ضبط کی تاب نہ لاکر میرے
برخلاف فوراً ہوم منسٹر صاحب نے پراسیگنڈا شروع کر دیا۔ چنانچہ
محلے ایک وقت چوروں کا دستہ میرے گھر کی طرف بھیج دیا گیا۔ جو
پاسبانوں کی بیداری پر یہ غارت دستہ ناکام بھاگ نکلا۔ جس کی
کو قوائی میں بھی ریپٹ لکھوائی گئی۔ ہوم منسٹر صاحب کو بھی مینے
اس واقعہ سے آگاہ کر دیا۔ اور پھر حضور سرکار عالی دام اقبالہ و ملکہ
پیش ہو کر حالات سننے کیلئے جناب پرائیوٹ سکرٹری صاحب
کو بھی میں نے ریپٹی لکھی۔ لیکن مجھ کو اپنے آقا کی خدمت پیش
ہونے کا موقع نہ دیا گیا۔

میرے برخلاف مقدمات ناقابل جنمانت بننے کی آمادگی کر لی
گئی۔ پولیس اور جوڈیشل سے اپنے فرائض کے اندر جو کچھ ریکارڈ
مرتب کرانیکا بھی دور شروع کرا دیا گیا۔

منصوبہ باندھا گیا۔ کہ کسی بازاری رنڈی کو سازش کے ذریعہ

میرے پاس بھی آکر اسکے دادیلا پرچے پکڑا جاوے۔ مقدمہ بنایا جاوے
اور میری رسوائی کی جاوے۔

ملا میرے برخلاف جو مجھے استغاثے اور میری شہرت کو خراب کرنے
کے لئے جو مجھے محض ناموں کی ترتیب شروع ہو گئی۔

۵ میرے حقیقی بھائی۔ میرے دوست احباب۔ میرے عزیز اقارب۔
سب کو اسی پرائیگنڈ میں لیا جا کر سب کیلئے پولیس اور جو ڈیشل سے
نقصان رسائی کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

۶ میرے افسردہ نو منتر صاحب بہادر کو جو میری بے قصوری سے واقف
تھے۔ اس خیال سے کہ وہ کسی وقت میری امداد نہ کر سکیں۔ ان کو بھی
اس پرائیگنڈ میں لے لیا گیا۔

۷ پولیس۔ مال۔ جو ڈیشل۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ۔ سکرٹری ایٹ پبلک
صاحبزادگان۔ محرمین اطراف سب سے اپنے اثرات کے ذریعہ
حسب عادت قدیم اس پرائیگنڈ کے اندر کام لیا گیا۔ اور سرکار والا کو
ذہن نشین کرا یا گیا کہ میں سرکار والا کا بدخواہ۔ برطانوی افسران سازش رکھنے
والا اور ملک کا غدار ہوں۔ لیکن پروگرام سرکار والا کو سلامت رکھنے چاہوں

کو اس خاندان کے مزارات تک عقیدت اور ارادت کا تعلق ہے۔ ریاست کے ساتھ خدمات لکھنؤ اری کا سلسلہ نہایت وسیع اور پائیدار ہے۔ میر سے محترم باپ سردار محمد حسین خان صاحب مجدد خفران آب نواب سرحدات محمد خان صاحب عباسی ریاست کے وزیر اعظم تھے اور اسی منصب کے دوران میں فقہار الہی نے موت کے ذریعہ ان کو اپنے آقا کے قدموں سے جدا کیا۔ جبکہ خدا داد حسنات۔ زہد۔ تقا اور سچے آقا سے بچے جہاں نتارا اور خدا کا رب ہو گیا واقعہ ایک تازہ زمانہ کا واقعہ ہے۔ شہر سراج کی ضرورت نہیں۔ اس کا نقشہ برادران وطن کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ باپ کی جدائی سے چھوٹی عمر میں ہمیں تیلیسی نصیب ہوئی۔ آقا کی نوازشات اور مرحوم کے قدیات کا صلہ تھا۔ کہ اسی مہربان آقا کا جد ار ریاست نے پیشگوئی کے ذریعہ ہمیں آغوش شفقت میں لیکر جو ان کیا زمین میں سے آج میرا بڑا بھائی داسر غلام حسن خان صاحب نائب مشیر مال ہے۔

میرا دوسرا بھائی تحصیلدار ای بیگ کو چھوڑ کر آج تقریباً بیس سال سے روٹھہ قدس تہی عربی مسلمہ برکھن و ارادت قلبی اور جذبات حقیقی سے بحیثیت معتمد داعی اقبال منعم قدیم الہی ریاست ہے۔ جس کے ساتھ پیش اور وظائف کے ذریعہ آقا کی طرف سے مراعات کا سلسلہ جاری ہے۔ میرا چھوٹا بھائی خدمات کے ذریعہ کرنل فوج کے عہدہ تک پہنچا اور اب وہ سیکرٹری کنٹینٹ ہے۔

میرے بھائی کا ایک لڑکا فوجی کپتان اور دوسرا تحصیلدار آبکاری ہے۔ میرے بھائیوں میں سے ایک نائب تحصیلدار اور دوسرا انسپکٹر بینک ہے۔ اور تیسرا ضلعدار منہسر ہے۔ اور اسی طرح میرے خاندان کے باقی افراد چھوٹے بڑے عہدوں پر ملازمتوں کے ذریعہ منگوار ہو کر داعی اقبال سے کڑے سے ملے ہیں۔ نو سکوکوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ جن میں سے کوئی ملکی ہے۔ ساد کوئی بہادری ہے۔ ان سب کے ہم کو گوگوا جہندی کا واسطہ ہے۔

بڑا بھائی دسریں ریاست کے اندر میں پہلا شخص ہوں۔ جس نے جسٹس دہندہ روپیہ کی کرسی پر مقرر ہو کر پولیس جیلے ایک انتظامی صیغہ کے اندر اپنے آپ کو آخری عہدہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی پہنچا۔ در حالیکہ والدین ریاست کے کم سن ہونے کے باعث میری ملازمت کے درمیان عرصہ میں کوشش اور محنت سے ادھر ادھر سے صاحب بہادر کی سپرنٹنڈنٹ پولیس جیسا نازک ترین زمانہ رہ گیا۔ جس کے اندر ملازمان کی ترقی کا انحصار خدمات کے خاص امتیاز پر ہوتا کرتا تھا۔ اور پھر یقیناً وہ بھی میں پہلا شخص ہوں۔ اور

یہ مبارک دن بڑی بھلی نصیب ہوا۔ جبکہ ملازمت کے شیریں ثمر پھل پر بار بار رکھنے وقت مرتبہ جائزاتی بین ہزار روپیہ نقد قیمتی وردی۔ اور اسکی مرحمت فرماتے ہوئے میرے اقلے اپنے حضور باریانی کی عزت بخشی۔ اپنے مبارک ہاتھوں مجھے نفع پہنایا۔ میرے عمر بھر کی خدمات کا دین الفاظ سے اعتراف

فرار فرمان شاہی عطا کیا۔ فرمان شاہی کا وہ زبانی حصہ جس میں آقل نے مجھ ناچیز غلام کو حیاتِ جاوید کا مژدہ بخشا۔ اُس کا نشہ تو میرے دماغ سے زایل ہو سکتا ہے اور نہ اُس تصورِ میرے دل سے برے ہو سکتا ہے۔ یعنی منعمِ قدیم حضور سرکارِ الودام اقبالؒ و غلہ و ملک کا یہ فرمان کہ ”تم پوری فداکاری کے باعث ہماری محبت کے شہید ہو۔“ اور شہید ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں۔

عش
میرے لئے حیاتِ جاوید کا باعث ہیں۔ جو نہ صرف میری باقی ماندہ زندگی کیلئے با
راحت بلکہ آخرت میں بھی باعثِ سُرخروی و عزت ہیں۔ برادرانِ وطن! اس
بات کو تو بڑھکر نہایت خوبصورتی کے ساتھ جانتے ہوں گے کہ میں محمد امین خان کو
بھلا اور جناب مولوی غلام حسین جٹا کو نہ۔ اور ہمارے آپس میں کیا تعلق تھے۔ اقسو
سے جبکہ انکو شرفِ اقبالِ حقیقی حاصل ہوا۔ میں اُن کا خدمت گزار تھا۔ جان و مال دینے لگا بھی
دیخ نہ کیا۔ انکی بجائی عزت اور حرمت کیلئے لینے لینے سفر کر کے۔ اور تکلیفیں جھیلنے
اور اُنکے بچائے اقبالِ ملازمت کیلئے نہ صرف سرفروشیایں کیں۔ بلکہ اپنی ہستی کو انکی محبت
میں فنا کر دیا۔ میں اُنکا بازو در راست تھا۔ میری بد قسمت پسر نندانی کے عہد میں انکی طرف
سے جو جو ناگوار حالات پیش آ رہے۔ اور انکی تکلیفیں مجھے عمدہ ماتحت سے لینے اُتراتے رہیں۔
کرائی جاتی رہی۔ مدہ حالات بہت نازک ہیں جنکے اندر سنگین حرام کار کا انتخاب۔ ناکرہ

گناہ لوگوں کیلئے زندہ ان مجھے نئے مقدمات کے ذریعہ لوگوں کی جلا وطنی اور تباہی جھوٹا
 اور انشیا کیلئے مظالم یورپین افسران کی خلاف پروسیکیڈرے۔ استعاطا حل تکرار ازدواج
 وغیرہ وغیرہ کا سلسلہ موجود ہے لیکن میرا اخلاق۔ میری تہذیب۔ میری شرافت۔ اس
 بات کی مستحق نہیں ہو سکتی کہ ان حالات کو مختصراً بھی اس تحریر کے اندر دکھلا سکوں
 یہ اپنی خدمات کا نتیجہ ہے۔ جو مجھ کو مولانا صاحب کے ماتحت ملے گا۔ اور ان کے اس پیر
 رویہ پر اب تھیہ کر لیا گیا ہے۔ کہ بہت جلد اصالتان واقعات کو ہوم منسٹر صاحب کی
 موجودگی میں اپنے آقا کی خدمت پیش کروں گا۔ اور پردہ دینے کے گناہوں کا اقرار کرتے
 ہوئے اپنے درد اور ارماتوں کو دل سے نکالوں گا۔

البتہ اس وقت میرے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ برادرانِ
 وطن کے سامنے ان حالات کو افشا کروں۔ جن کے باعث بایں
 خدمات و سرفروشی میں اس قدر مثبت لائے معیبت ہوئے۔ اور جو
 رہا ہوں۔ اور اسی طرح جو جو تکلیفیں میری قوم پر۔ میرے
 عزیزوں پر۔ میرے دوستوں پر۔ میرے باپس آنے جانے
 والے لوگوں پر واپس ہو رہی ہیں۔ اس کا اثر میرے دل پر ملے
 پھر ہے۔ جس قدر کہ اپنی تکلیفیں دیکھتے ہیں.....

لطف اللہ خان اور ہوم منسٹر صاحب کے تعلقات کسی شرح کے محتاج نہیں ہیں۔
 اس قدر اُس واقعہ کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے باعث مجھ پر عتاب وارد ہو کر میری مدت المعمری
 خدائیں برباد کر دی گئی ہیں۔ مولانا صاحب کے پوٹیکل کاموں پر تو کسی سے مخفی نہیں۔ لطف اللہ
 خان بھی ہوم منسٹر صاحب کے پوٹیکل کاموں پر انڈر سیکرٹری کے عہدے پر کام کر رہے تھے۔
 ایک مرتبہ۔ جس کے پاس ریکارڈ بھی رکھ رکھتے تھے۔ ہوم منسٹر صاحب نے اپنے پاس
 اس کو ~~صاحب~~ تنخواہ کا ایک معقول عہدہ لگا کر رکھا تھا۔ بد قسمتی سے میاں عطاء محمد
 صاحب کو ہوم منسٹر صاحب میاں ضیاء الدین صاحب فرزند ہوم منسٹر صاحب دہلی اور
 لطف اللہ خان کے درمیان کئی معاملات کے باعث ناچاکی پیدا ہو گئی۔ اُسے ایک
 موقع پر گھر جانا پڑا۔ ریکارڈ دیکر نہ گیا۔ حصول ریکارڈ کے لئے مولوی صاحب نے اسپر
 جوٹے معذرت بنوائے۔ میں نے ان لوں بہت عرصہ سے بحال لطف اللہ خان امیر شریف صاحب
 سے بحال ہو کر آیا۔ جہاں مولانا صاحب پہلے موجود تھے۔ میرے آنے کے دو ستر دن پہلے
 لطف اللہ خان بھی مولوی صاحب کے قتل کے لئے گیا۔ لیکن یہاں نگوار واقعات پیش
 آئے۔ وہ لاہور مولوی صاحب کے قتل کے بعد دست نواب احمد یار خاں دولتانہ کے پاس چلا
 گیا۔ مولوی صاحب کو شبہ پیدا ہوا کہ وہ کسی شخص ایک ہندی برطانوی راج کے یہ
 ریکارڈ گورنمنٹ آف انڈیا میں پیش کر رہا تھا۔ جس پر مجھے دیکھ کر میرا خوف

تار کے ذریعہ اسکو لایو سے منگوایا گیا۔ اور میرے دیر سے ایک جہم قابل ضمانت میں اسکو
پکڑوا کر اسکی جوتذلیل محو شہیر کرائی گئی۔ اُسکا بدنامی میں برادرین وطن آنکھوں نے
دیکھ چکے ہیں۔ میں نے ریکارڈ دلا دینے کے وعدہ پر نور محمد خاں سندھ زریندار خیرپور
کے ذریعہ اسکی مخلصی کرائی۔ لیکن افسوس ہو کہ حالات پیش آمدہ کے باعث لطف اللہ
خاں نے ریکارڈ نہ دئے۔ اور میں مورد عقاب ہو گیا۔

مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اس خیال پر کہ ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہیں۔ میرے
گھر کی غارت کیسے ڈاکوؤں کی مامورگی ہو گئی ہے۔ اور لطف اللہ خاں پہلے سے باخبر تھا
کہ ہوم فشر صاحب اسکی ہلاکت جان کا عزم رکھتے ہیں۔ جسپر اُسے فریاد و فغاں کا سلسلہ
شروع کر دیا۔ اور چیف کورٹ میں بھی درخواست پیش کر دی۔ حالات افسوس ناک ہو
چکے تھے جبکہ باعث بن مجبور ہو کر عزت آباد پہنچائے گئے بعد از مہجرت بیت اللہ شریف
معدی مال اطفال سینکڑوں کے اندر ایک مددگار فاضل پر جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ جبکہ
چھائی گزرتا ہے۔ میرے ہمسایگان کے ساتھ میرے بنائے گئے بعد جو سلوک ہوتے
ہے۔ وہ جو بے ہوش۔ یا نور محمد خاں سندھ زریندار خیرپور کے ذریعہ دلا سکے کے
باعث جو سلوک ہوا۔ اُسکا میرے محل پر دیدہ ناک اثر ہے میرے بچے اسوقت
سائنس میں پڑھ رہے ہیں۔ اور یہ قسمتی سے حصولِ پاسپورٹ

کے لئے میں یہاں گیا ہوں جس پر میرا بااعتماد ہل جان بن گیا ہے۔ اب مجھے ضرورت پیدا ہو گئی ہے کہ جب تک اپنی اور حضرت مولوی صاحب کی حقیقت کو اپنے آقا کے حضور انکشاف نہ کروں۔ جب تک عزم ہجرت ملتوی رکھوں۔ فی الحال میری زبان بند ہے میں کچھ زیادہ تحریر نہیں کر سکتا۔ برادران وطن مجھے معذور رکھیں۔

اور میں یطفا اللہ غلام۔ وہ شخص ہیں جسے زائد از سو سال سے دولت خداداد عباسیہ کیساتھ نمکوناری اور اردو کا تعلق وابستہ چلا آتا ہے۔ چنانچہ سلسلہ

نمکوناری کے اندر بہ زمانہ ادا اہل ریاست علی نواب پیر محمد خان صاحب پولہری میرے جد امجد ریاست کے اندر کار دار ہے۔ جنہیں اس زمانہ کے قانون کے مطابق اپنے حدود اقتدار کے اندر پولیس۔ مال۔ انہار۔ جوڈیشنل وغیرہ ہر ایک صیغہ پر پورے اختیارات حاصل تھے۔ چنانچہ حق نمک ادا کرتے ہوئے خاک بابت میں ان کے وجود کو شرف تدفین حاصل ہوا۔ علی میرے عم حاجی محمد رحیم خان صاحب بھی کامدار ہے۔ علی میرے دوسرے عم سردار محمد فضل علی خاں صاحب جوڈیشنل جج علی میرے تیسرے عم حاجی سلطان محمود خان صاحب تحصیلدار انہار تک پہنچے۔ اور اسی طرح میرے خاندان کے باقی لوگ زمانہ قدیم سے آج تک مختلف صیغوں کے اندر۔ تھانہ دار۔ ضلع دار۔ صوبہ دار۔ گزدار ہوتے چلے آئے

اور اب تک موجود ہیں۔

قعات کا سلسلہ یہاں تک سے اور پائیدار ہے۔ کہ صدف مدت میں اس خطہ میں
کے نیم بچے اور بوہ مستورات خزانہ عامہ سرحد سے پیش پائے ہوئے داعی اقبال
سرحد میں۔ میں سرزمین ریاست کے لند پیدا ہوا۔ اسی میں پلا اور پلک جوں ہوا۔ میر
پیر خانہ۔ میرے بزرگوں کی قبریں۔ میری اہل برادری کی مستقل آبادی۔ انکی ارضیات
اور مکانات ریاست کے اندر ہیں۔ گویا میرا گوشت۔ پوست اور خون تک ریاست
سے ہے۔ اور میں کسی حالت میں اپنے آٹا کے نمک سے پرے نہیں ہو سکتا۔

میں ^{میں} پر ملازم ہوا۔ اور سب انسپکٹری پولیس پرہنچا۔ فرائض سرکاری کی
انجام دہی کے تعلق۔ اپنے ہمعصروں کے اندر تنہا میں ایک ہی شخص تھا۔ بسکو ہوا
سندھ۔ صوبہ پنجاب۔ ریاست کسانہ حکومت برطانیہ کے دونوں ملحق علاقہ جات کے
صاحبان سپرنٹنڈنٹ پولیس سے لیکر صاحبان انسپکٹر جنرل تک انعام عطا ہونے
زیر ساریٹکٹ ملے جو میرے پاس موجود ہیں۔ اسکے علاوہ جنگ یورپ
کے وقت سحر ریاست پر امن قائم کرنے میں۔
سجہنی تانہ ملت کو رفع کرنے کے وقت
مشکل مقدمات کی پیروی کے لئے۔

سنگین واردتوں میں پیدائی مال مجرم کی خاطر۔ وغیرہ وغیرہ۔
 غرضیکہ ہر اڑے دقتوں میں میرا انتخاب ہوتا رہا۔ جس میں کہ ہر موقع پر مجھے قدرت
 کا مایابی دینی رہی۔ اہم میں اپنے حق نمک سے معذور ہوتا رہا۔ سٹیٹ کے
 انتظامی صیذ جات پولیس۔ جوڈیشل اور صاحب پر یڈنٹ کو نسل نمک
 کے میرے پاس کافی استاد موجود ہیں۔ جس میں ہر موقع چمیری خدمات کا اعتراف
 کیا گیا ہے۔

سنگین اور اہم خدمات کے ہر دیونے پر اور ان کی مستعدی اور سرفروشی کے
 ساتھ انجام دینے کے دوران میں خود فرض اور چوری پیش لوگوں سے میری برکت
 پراپیکٹڈ اچھی شروع ہوا۔ اندر مجھے اس میں معطلی کا آسیب بھی پہنچا۔ لیکن جوڈیشل
 تحقیقات کے اندر پراپیکٹڈ کا دور نہ چل سکا۔ اس تمام پراپیکٹڈ کو خود پراپیکٹڈ
 کی انچی بنا کر وہ اختراعی شہادت نے باطل قرار دے دیا۔ اور کسی معاملہ کے اندر مجھے
 جوابدہی مل گئی پڑی۔ اور پوری سرخوردگی کیساتھ آٹا کی مدد لے کر تری سے سالم
 کیا م معطلی کی تنخواہیں بھی لیں۔ اور اپنے عہدہ کی پوری نشیمن بھی حاصل کی۔
 اب بڑا دران وطن کیساتھ کنسی کا تشریح کی ضرورت نہیں۔ کہ میں لطف اللہ کو
 تھا۔ اور مولوی خدیم سید علی محمد شرمکون۔ میں کام شرمکون کی خاص ضرورت

اور بہر بانی کا آدمی تھا۔ اُنکے پولیسکل رازدہ کے اندر اُنکی کار پر داز باری کی کل بھی دیکھ کر
 بعد بالعموم اُنکے ساتھ ملکہ بھی کام کیا کرتا تھا۔ اور اُن ہی خدمات کا صلہ تھا۔ جبکہ
 باعث اپنے پاس مجھے صحت کا عہدہ دیا گیا۔ آرام اہل اساتذہ کیلئے سرکاری سالن
 عطا ہوا تھا۔ بکری ٹانگے۔ بگھیاں اور موٹر مرد توں کیوت مجھ پر وقف تھے
 میرے آگے حضور ہمیشہ میری تعریف کی جاتی تھی۔ ہوم منسٹر صاحب کے اقبالند
 عزیز (میاں عطار محمد صاحب تھانہ دار) خطوط کے اندر بھی حضور فیض گنجو کے لقب سے
 لقب کرتے تھے۔ میرے پاس ہوم منسٹر صاحب کے رازدوں کے پولیسکل ریکارڈ بھی
 دہکتے تھے۔ جبکہ اند بالعموم اُن تمام رازدوں کا سلسلہ تھا۔ جنکے ذریعہ پولیس
 سے جوٹھے مقدمات جوڈیشنل سے امن سوز جرم کے جھوٹے دستاویزات ناکرڈ
 گناہ لوگوں کیلئے زندان۔ یورپین افسران کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈے گورنر
 صاحب دار پنجاب اور صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے دفاتر میں جاسوسوں کے ذریعہ
 مداخلت۔ ڈاک خانوں کے اندر ایجنٹ صاحب کی تاروں اور ڈاک کے لفافوں کی پڑاں
 حصول اراضیات میں حیلہ سازی۔ شدید اور سنگین جرائم کا ارتکاب۔ وغیرہ
 وغیرہ کام انجام ہوتے تھے۔

بد قسمتی سے میاں عطار محمد صاحب سالہ ہوم منسٹر صاحب ضیاء الدین فرزند

ہوم مٹر صاحب میرے درمیان اُس دوران میں ناچا کی پیدا ہو گئی۔ جبکہ بھاؤ
 کے اند غارت کا بازار گرم ہو گیا تھا۔ اور جسکے اندر ایک وقت موقعہ واردات
 پر میاں اللہ ذیوایہ سالہ میاں عطاء محمد ملازم ہوم ڈیپارٹمنٹ لگا دیا گیا۔ اور
 محمد امین خان صاحب پرنٹنگ پریس نے حیرانگی کی حالت میں یہ دیکھ کر کہ ہوم مٹر
 صاحب کے تعلقدار لوگ غارت کر رہے ہیں۔ اور لوگوں میں بیجان پیدا ہے۔
 مجھے ہوم مٹر صاحب کا خاص آدمی سمجھ کر تعینات کیا۔ تاکہ انتشارے حالات کے
 اندر ہوم مٹر صاحب کو اُن پر کوئی شکایت نہ رہے۔ جسپر میں نے مال مجرم برباد
 کر کے انعام حاصل کیا۔ جسکے سلسلہ نے یہاں تک لوں کے اندر طول کھینچا کہ
 میں ترک ملازمت کے ذریعہ عازم واپسی ملن ہو گیا۔ میرے پاس ریکارڈ دستور
 موجود تھے۔ کہ بھائی کی نامزد ہو چکی تھی پر درخواست رخصت دیتے ہوئے گھر چلا
 گیا، خطایہ ہوئی کہ ریکارڈ دیکھ نہ گیا۔ یہ تمام اُسی منہج اور ریکارڈوں کے حال
 کرنے کا حیلہ تھا۔ کہ میری غیبت میں میرے رخصت پر چلے جانے کے بعد میرے
 خلاف جو نئے مقدمات تیار کر لئے گئے۔ اور برٹش علاقہ سے دھوکہ کی
 تار کے ذریعہ ہلاتے ہوئے تاکر وہ گناہ جس طرح مجھے شدید تکلیف
 پہنچائی گئی۔ اس کا نقشہ یادوران وطن کے سامنے ہے۔ ان مقدمات

کے اندر حراست میں لیکر میری نسبت تو خورانی کا عزم تھا
 لیکن اُس پر اپنے آپ کو جلدی کا سیلاب ہوتا نہ دیکھ کر میرے قتل کے
 لئے اپنے زبردست ڈاکو لگا دیئے گئے۔۔۔ میرے عزیزوں کو ملازمتوں سے
 علیحدہ کر دیا گیا۔ اور جب میں نے عدالتوں میں درخواستوں کے ذریعہ حالات
 کو آشکارا کرنا شروع کر دیا۔ تو اس وقت میرا داخلہ ریاست بند کر دیا گیا۔ ان
 ریکارڈوں کے اندر نہ صرف میری داد خواہی کا سلسلہ موجود تھا۔ بلکہ اُن
 کو انشاء کرنے سے اپنے آثار کی سرخروئی تک کے علاوہ بدنگانہ خدائی کی آئینہ
 ظلمت کا سوال تھا۔ اور میں چاہتا تھا۔ کہ ان کو اپنے آقا کے حضور پیش
 کروں۔ لیکن یہاں پہنچنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اسلئے میں نے اپنے تحفظ کیلئے
 ان واقعات کو گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچا دیا۔ جسکی زیادہ تشریح کی ضرورت
 نہیں۔ اگرچہ ہوم سسر صاحب نے داخلہ بند کرانے کے بعد بھی کئی ایک معزز
 آدمیوں کے ذریعہ حصول ریکارڈ کا حیلہ بھی کیا۔ اور اپنے تعلقداروں کے
 ذریعہ شدید لجاجت بھی کی تھی۔ مگر وہ گناہ علیحدہ شدہ عزیزوں کے بحال
 کر دینے کا وعدہ بھی کیا گیا تھا۔ لیکن طبیعت نے گوارا نہ کیا۔
 ہمارے ہی ہمدردوں و وطنی کے حضور ظاہر کر دینے کے قابل ہے۔ کہ

اور ہوم فئیر صاحب کے حالات اور سرسبز مہرازدن کا اظہار کریں۔ چنانچہ عالیجناب چیف فئیر صاحب کی معرفت آقا کے نامدار کے حضور درخواستیں بھجوا کر گئی ہیں تاکہ غلامان کو باریابی کا موقعہ عطا ہو۔

ایڈریس کا مضمون نہایت درد انگیز مضمون ہے۔ اور وہ بالعموم ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ جو ہائے ملت للعمر کے رفیق۔ ہائے حالات کے ماہر۔ ہائے ساتھ ملک کام والے۔ اور ہوم فئیر صاحب کی اغرض براریوں میں ہمارے شریک کار۔ اور موجودہ تکلیف کے اہل ہائے بدمرد تھے۔ اگرچہ انکی محبوبہ یونکا سلسلہ ہم لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ تاہم ایسے خلاف اقدار نامناسب مضمون پر دستخط کرنے کے متعلق مجھے کو ان سے شکایت ضرور ہے۔ لیکن اس موقعہ پر میں فاضل جہان جمیع کورٹ کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے اقبال مندرس کو آج کے والد بزرگوار کے سہو پارہہ پر لکھنے کے اندر اصلیت کے پورے انکشاف کے ساتھ ظاہر کیا۔ کاش ان کو اگر اپنے سالہ مرزا عزیز بی بی ایل بی بی وحشی تر جان ہوم فئیر صاحب کی فرستادہ جیٹی کا مضمون یاد آ جاتا۔ جو نہایت خطرناک اور شدید ترین قابل گرفت مضمون تھا اور جس سے مستقبل کی طرف دونوں کی خیر ملتی تھی۔ تو یقیناً وہ اس ایڈریس پر دستخط نہ کرتے۔

کا حقد ارجحیتا ہوں۔ جو کہ اپنے کیلئے مولوی فیض محمد صاحب جسرٹ، ناکر دو گناہ دوستوں کی لائف کو بچانے کے لئے اگر آپ خیر پور میں اور بھادرائی کے غلام تادہ کا معاملہ پا کرتے۔ تو دوستوں کے خلاف یقیناً انسانی ضمیر آپ کو ایسے ایڈریس پر دستخط کرنے سے باز رکھتا۔ شیخ حنیف اللہ صاحب ٹٹری سکریٹری۔ دل رابڈل روہست۔ حکومت کے خلاف معاہدہ سڈیشن سال ۱۹۸۷ء کی اپنے دستخطوں سے ترتیب۔ ریاست سے تازہ باہر گئے ہوئے کسی آدمی کے پاس سرکار والہ کے کانفیڈنشل ویکارڈوں کا پہنچانا۔ یہ ایک تیردو فاختہ۔ دنیا میں ہے کہ نیچلے مشورے کیے۔ اور اگلی تینا پوری ہوگی۔

سید عبد الزاق شاہ صاحب نائب تحصیلدار۔ کیا فی الواقع آپ ہی ہیں جس کا خاندان بہ یک نیتی دو گوش ضلعی جاہلادیاست بدہ ہوا تھا۔ اور کیا آپ ہی ہیں جو حافظ صاحب کو بہترین قرائی آباؤ ابا کی کرتے تھے۔ اور آپ کا بھائی مجھے اور میرے خاندان کو بابت کہا کرتا تھا فرمائے موجودہ آبا کے قدموں پر آپ کب تھم رکھیں گے۔ مگر جناب یہ غلام مرسلے شاہ صاحب۔ اللہ الحمد۔ کچھ ہی سہی۔ دوستوں کے طفیل رسائی تو ہوئی۔ اگر کوئی گناہ بھی ہوا تو دوستوں کا امداد کا۔ دوست تو آپ کو بخشے ہیں۔ اور اللہ غفور الرحیم ہے۔ وہ بھی آپ کو بخشے گا۔ سید محمد رضا صاحب۔ آپ مجھے تقدس۔ اور آلودش ہو گیا دل پر اثر ہے۔ اچھا تو یہی تھا کہ کم از کم مولوی عزیز الرحمن صاحب اور ملک فیض بخش صاحب نشی محمد صاحب وغیرہ

لوگوں کی طرح آپ بھی دوستوں پر نکرہ و گناہ الزام نامہ پر دستخط فرمانے سے اجکایا کرتے ہوئے
 ولایت گیا تھا۔ تو وہ آپ کے حقوق تھے اور آقا کے احسان۔ پھر آپ نے اسے مولانا صاحب سان کا
 کیوں سمجھا۔ بزرگ نمبر صاحب تھا۔ آپ تو شاید وقت پر فرلوینگے۔ کہ لا اَعْلَمُ۔ لیکن فرمائے
 وہ کون سی بات ہے۔ جو آپ کے اور میرے مشترک سے باہر ہے۔ کیا اقبال کے
 زینہ پر چڑھنے کیلئے زینہ کی سوخت بھی آپ کو یاد نہیں۔ اور پھر جاگیر مامون آباد سے آقا کے
 مال کی غارت۔ اور آپ کے ذریعہ مولانا صاحب اپنے املاک پر لے جاتے تھے ذریعہ اس مال کا تصرف
 وغیرہ بھی فراموش ہو گئے۔ اور پھر آپ دیکھئے صداقت رکھتے ہیں۔

حضرات صاحبزادگان فیض محمد خان صاحب و غلام بیاد الدین خان صاحب فیروزہ واقعہ اس
 قابل نہیں۔ کہ ان دستخطوں پر کوئی رنج آ سکے۔ ملازمتوں سے برخو استگی۔ ناکرہ و گناہ
 زندان ریاست بدر ہونے کا عمل۔ جو مجھے مقدمات۔ اگر یزی عملداری قائم کرنے کیلئے
 برطانیوی انسران سے سازش کے الزام۔ ترقیات سے محرومی۔ سلام کی بندش۔ خطا بات بدوشی
 کی ضبطی انحال شیع کے اتہام۔ آقا کے دل میں ان کے بدخواہ ہونے کے نقش بٹلنے کا
 عمل سی کئی ڈی کے ذریعہ ان پر وائی محاصرے۔ یہ ایسی صابر قوم کا حصہ تھا۔ جو ہوم
 نمبر صاحب سان کو نصیب ہوا۔ ہوم نمبر صاحب کے مرتبہ محض ناموں پر دستخط کرنے کا یہ لوگ
 سختہ مشق ہیں۔ اور فی الواقع اسی کے اندر ان کی عافیت ہے یہ وہی محض ناموں میں

جن پر کئی دفعہ زیرِ فرمان ہوم منسٹر صاحب ہم نے بھی اُن سے دستخط کرائے۔ جن کے ریکارڈ موجود ہیں۔

دیوان سکھیا تہ صاحب اپنے ملک فیض بخش صاحب سے سینئر ہو جانے کے احسان کا تو معاوضہ ادا کیا۔ لیکن حکماء آقا کی سچی خیر خواہی کا بھی خیال کرنا لازمی تھا

مولوی محمد رمضان صاحب۔ اگر خدائے ذوالجلال کی عظمت کا ہمارے دلوں پر اثر ہے۔ تو آپ کی حالت واقعی قابلِ رحم ہے۔ اللہ اکبر اور منظور الحسن کو مراد ات قلبی پر کامیاب کرے۔ اور آپ کے ضرر پہنچوانے والے آدمیوں کا خاتمہ خراب ہو۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ اور آپ آمین کہیں۔

محمد یار خان صاحب ناظم۔ درحقیقت امیدوں کا سلسلہ اور رشتوں کے توقعات شدید مشکلات کے متقاضی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن میں خلوص سے اس قدر ضرور عرض کر دیتا ہوں۔ کہ آپ کی میرے ساتھ کیا باتیں ہوا کرتی تھیں اور باقی دوستوں کے ساتھ کیا۔

ڈاکٹر رام دیال صاحب۔ آپ نے لوگوں کے معاملہ میں مصروف ہوتے ہوئے سیکڑے سے بغیر غیبت لکھی سیاسی تحریک کا دنیا۔ یا ایسے ایڈریس پر دستخط کرنا۔ آپ کو تو فوراً بھول جانا ہوگا۔ امید کہ آپ کو اپنے والد کی ناراضگی کا واقعہ بھی بھول گیا ہوگا۔ پھر

دوستوں کو آپ سے کیا شکایت۔

ماسٹر انسٹرکٹر صاحب۔ اللہ آپ کو بے روزگاری کے صدمہ سے جلد بچائے
اگر دوستوں کا دھوکہ آپ کیلئے باعث کار خیر ہو سکتا ہے تو ہم سے لے بھی کار تو اپنے
نھو کیر خان صاحب ٹیکس، لیسگنڈا کیلئے سادہ مذہب کو ٹکٹ شیخاں کی مزار پر
آپ کو مر جا کیہ رہی ہیں۔ اپنے موبیوم اور مستعار مفاد حصول مدد زمت کیلئے
دوستوں کے خلاف پراسپیکٹوں کا برپا کرنا درست نہیں ہوتا۔

باقی اصحاب کی خدمت۔ فی الحال کچھ عرض کرنا باعث طوالت ہے۔ اور
پہلے اخبار کے موجودہ نمبروں کے باعث اسامی کی بھی پوری مہارت نہیں۔ اسلئے صرف
برہید میں اگر مناسب معلوم ہوا۔ تو کچھ عرض ہو گا۔

مین۔ بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ایڈریس اور محض نامے جو نہایت بے قراری
اور عہدی کے ساتھ آج کل تیار کرائے جا رہے ہیں۔ برادران وطن کی سامنے
ان پر بھی اپنے خیال کا تبادلہ کر لوں۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو صاحب بہادر ایچ ٹ
ٹوڈی گورنمنٹ جنرل گدیاست میں تشریف لاکر دو سو دن ۲۸ اکتوبر کو واپس
چلا۔ اور پھر ان کے بعد رات دن کی مصروفیت اور گرجوشتی سے اپنے اثرات
کے علاوہ انسانی پولیس محل۔ جو ڈیشنل جج کی ماموریت کے ذریعہ ایڈریس اور

اور محض ناموں کا شروع کر دینا۔ اگر آتیت یہ ایک سرستہ راز تھا۔ جسکا کھکویا کسی اور کو کوئی علم نہیں تھا۔ لیکن اخبار ریاست دہلی کے پرچہ نمبر ۱۷۱۷ نے دنیا کے اندر اس راز کو فاش کر دیا کہ گورنمنٹ مولوی صاحب کو ریاست سے باہر نکالنا چاہتی ہے۔ ہزارین اس کو منظور نہیں کریں گے۔ گورنمنٹ اور ہزارین کے درمیان پھر ایک فہرشتی ہوگی۔ اور پھر اسی اخبار نے، ۱۷۱۸ نمبر ۱۷۱۸ کے پرچہ میں زیادہ تر اس راز کو فاش کر دیا۔ بلکہ ہزار ایک ہفتی دائرے بند کے حضور صد احتجاج بھی بلند کر دی۔ کہ مولوی صاحب کو ریاست سے نہ نکالا جائے۔ وہ ریاست کے خیر خواہ ہیں۔ اب اس سے بلا کسی شبہ کے یہ واقعہ تو صاف ہو جاتا ہے کہ یہ تمام ایڈریس اور محض نے مولانا صاحب کی اس خود غرضانہ مقاصد کی تکمیل کے لئے تھے۔ جن کے اندر ان کو اپنے بقائے دوام کی آواز تھی۔ اور اس کے اندر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ کہ انہوں نے یہ شبہ کہتے ہوئے۔ غور اور چند دیگر اپنے مورد عتاب آدمیوں پر عمل کر دیا۔ کہ ان کے برخلاف گورنمنٹ آت اندیا کا کوئی حکم ہم لوگوں کی کسی تحریک پر ہوا ہے۔ دنیا سے یہ بات نخی ہیں۔ کہ تحصیل گورنمنٹ کب ایسی جلدی کرنے والی ہے۔ کہ وہ کسی کی غلطی پر بہت جلد اپنے سے باہر آ جاوے۔ گورنمنٹ تو جو کچھ کرتی ہے۔ ۱۷۱۸ نمبر ۱۷۱۸ سے پوری تحقیق کے بعد کرتی ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہتا ہے

کیا فی الواقع یہ صحیح ہے۔ کہ ہم منسٹر صاحب سرکار والا ولیم اخیال رکھتے
 یار عایا سرکار کے خیر خواہ ہیں۔ ایسی خیر خواہی کا یہی نمونہ اور چھٹی شہوت ہے
 کہ تلبیل عرصہ کے اندر لکھو لکھا رہیہ کی اراغیات۔ شاندار محلات۔ اور خانہ داری کا
 سامان تیار کر لیا جائے۔ جو ان کی تمام عرصہ ملازمت کی تنخواہ سے بھی بڑا لگن
 اضافہ پر ہو۔ برادران وطن بتلا سکتے ہیں۔ کہ آپ کے دوران اقبل میں کب کئی
 ایسا سال گذرا۔ جس میں کہ سنگین جرائم کے ارتکاب نہ کرائے گئے ہوں۔ ناکرہ
 گناہ لوگوں کے لئے زنداں تیار کر لیا گیا ہو۔ ملازمان جو دلش گھوٹے مقدمات
 اور جھوٹے ریکارڈوں کے ذریعہ امن سوز حرکات کے ارتکاب نہ کرائے
 گئے ہو۔ برطانوی افسران سٹیٹ کی رعایا اور سٹیٹ کے ملازمان سے
 پروہنگینڈا کا دور شروع نہ ہوا ہو۔ اور استادن کا بڑایا ہوا ڈسٹم
 استعمال نہ کیا گیا ہو۔ جو شہر مولو عتاب کے لئے سرکار والد کے بدخواہ بنا دینے کا
 آپ کے پاس بد وقت موجد ہے۔ اور
 اسی قسم کے ایڈریس اور محضر نامے تیار نہ کرائے گئے ہوں۔ وہ
 محضر نامے اور ایڈریس کب کسی تشریح کے محتاج ہو سکتے ہیں جو پیچہ کنوے
 صاحب وغیرہ برطانوی افسران کے برخلاف اسی طرح صد ہا لوگوں کے

دستخطوں سے تیار کر اسے گئے تھے۔ جس طرح اب تیار کر اسے جا رہے ہیں۔
 جس میں سوائے ہیٹان کے اور کچھ نہیں تھا۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ہوم
 منسٹر صاحب کے اتنے بڑے امن سہز حركات باخبر گورنمنٹ کے علم سے باہر

ہوں۔ اگر عادل گورنمنٹ نے کوئی اس قسم کا حکم بھی دیا ہے۔ تو اس سے
 کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ وہ حکم ایسی سیاسی مصلحتوں اور خود آقا کے
 منظم کی خیر خواہی سے بغیر ہر کسی خیال پر مبنی ہو۔ یہ ایک سلسلہ امر ہے
 کہ گورنمنٹ برطانیہ جس نے ہمارے آقا کو آغوش شفقت میں پا کر مالک
 تحت و تاج بنایا۔ اور جیل کے لئے جو اس کے جان و مال کی محافظہ
 ذمہ دار ہے۔ وہ ہمارے آقا کی حقیقی خیر خواہ ہے۔ اور نہایت ناعاقبت
 اندیشی ہے۔ کہ اپنے آقا کو اس کی حقیقی خیر خواہ گورنمنٹ کے مشورہ پر
 عمل پیروی کرنے سے کوئی دوسرا مشورہ دیا جائے۔ یا جو ٹھاسا مان بنا کر
 پیش کیا جائے۔ یا اصلی حالات کو تاریکی میں ڈال کر کوئی پراپیگنڈا شروع
 کر دیا جائے۔ اپنے خیر خواہی کے یہ طریقے ایسے اور مختصر مانجے اپنے آقا کی
 خیر خواہی کے لئے ہیں۔ یا بالکل اخبار ریاست اپنے آقا اور گورنمنٹ کے
 درمیان وسوسہ کشی کرنے کے لئے سامان بنایا ہے۔ اور کیا ایسی تدبیر کو ملک کی

بتیری و خیر خواہی پر بھی معمول کیا جاسکتا ہے۔

کوئی شک نہیں کہ ہوم منسٹر صاحب نے حالات جس کے لحاظ سے اپنے
 ہائے اقبال کیلئے طرح طرح کے خیالوں کا حال پھیلارکھا ہے۔ کشتگان
 تم کے زخموں پر بھی مرہم سازی کر رہے ہیں۔ لیکن ذہ زخم جنہیں ماسور ہو گئے
 ہوں۔ کب ایسی بالائی مرہم سے فعل ہو سکتے ہیں۔ اور پھر وہ نظام جن کے
 اندیشہ دار اور بے حساب مظلوموں کی آہ کا سلسلہ ہو۔ اور جن میں بیوا اور نادار
 لوگوں کی تباہی کے حالات ہوں۔ بیوہ اور یتیم بچوں کی بربادی کی گئی ہو
 شرفداروں کی عصمت دری ہوئی ہو۔ یہ سلسلہ کب بچک قائم رہیگا۔ کب تک
 جادو کا حصار برقرار رہیگا۔ کب تک رعایا منعم کے دیکھنے کو زستی رہے گی
 کب تک مصائب کا دریادنا پیدا کنار رہیگا۔ کب تک ہوم منسٹر صاحب کے
 زیرِ رضا بھائی بھائی کو اور باپ بیٹے کو فریج کیا کریگا۔ اللہ غفور الرحیم ہے۔
 اگر فی الواقع گورنمنٹ آف انڈیا کی کوئی وجہ اس طرف مبذول ہوئی ہے
 تو اپنی مخلوقات اور ہمارے آقا پر اللہ کی رحمت دارو ہو رہی ہے۔
 برادرانِ وطن کو معلوم ہونا چاہیے کہ بحوالہ مضمون اخبار ریاست ہونہار
 صاحب کی نسبت جو کوئی بھی حکم ہوا ہے۔ یہ اسی حکم کا خوف ہے۔ کہ

ایڈریس اور محضر ناموں کی حیلہ سازوں سے ایک ترانہ کو حصول و فقہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ جس کے اندر۔ پرمٹرنڈ۔ لڑنے خانہ جاگیرات۔

تصریفات۔ اوقات۔ اصلیل۔ شاہی پرائیویٹ اخراجات۔ فنڈ تعلیم ولایت وغیرہ کے ریکارڈوں کی درستی مطلوب ہوگی۔ جس میں کہ لکھو کہار پیہ کی درآمد برائید کا سلسلہ ہا کسی حساب کتاب کے اُن کے ماتھے میں رہا۔ جس کی توجہ

درستی کر رہے ہونگی اور زیادہ ترانہ کی خواہش بھائیوں کو بھائیوں سے رٹانے کی ہے۔ تاکہ سرزمین ریاست کے اندر اُن کی نیک۔

یا دیگر قائم رہ جادے۔ اس موقع پر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اُن مقام کے علاوہ جو میرے ساتھ برتے گئے۔ یعنی جھوٹے مقدمات ہلاکت

جلن کا عزم ہمزہ و انارب کی ملازمتوں سے برخاستگی۔ داخل ریاست

کی بندش۔ وغیرہ۔ ان جلد مقام پر حصول ریکارڈ سے ناکام ہوتے ہوئے

اند میرے سفر۔ کبھی دہلی۔ کبھی ناہور۔ کبھی شملہ کا حال سنتے ہوئے

سب سے پہلے آپ نے۔

اور میرے خاندان کے لوگوں کے اندر جائیداد کے معقنی مقدمات کا دور

شروع کرادیا۔

(۲) میرے برادر زادہ رب نواز خان جس نے ترک مزدمت کے بعد تمام اثاثہ خانہ داری فروخت کر کے گزارہ کئے لئے ایک شفیقہی کام شروع کر دیا تھا۔ اور مستری علاؤ سندھ الحاق ریاست کا رہنے والا تھا۔ مستری سے سازش کے ذریعہ نقصان عظیم پہنچایا گیا۔ اسپر بھی مجھ کو اپنی داؤد خواہی کے لئے مصروف سفر دیکھتے ہوئے

لوا، اپنے سالہ عطا محمد خانہ دار اور اس کے رفیق سید علی کو قتل کے ذریعہ یہ ریکارڈ مرتب کرانے شروع کر دئے۔ کہ میں شہر بہاول پور کی چوریاں کر لے رہا ہوں۔ جس سے اولیٰ کا مقصود یہ تھا۔ کہ ایسی اطلاعوں پر وطن کے اندر بھی بے نیکی کیلئے دعوہ ہو۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ہوم منسٹر صاحب کے زیر فرمان عطا محمد اور سید علی کو ایسے منصوبے تیار کرتے وقت اپنے مجرمانہ افعالوں کا وہ نقشہ یاد نہ آیا۔ جس کے ریکارڈ میرے پاس موجود ہیں جس کے اندر بے انتہا جرائم کرنے اور کرانے کے ذریعہ مخلوقات خدا کی تباہی کا سلسلہ ہے وطن کے اندر میرے لئے جو تکلیفات پیدا کی گئیں۔ ان میں میری ہلاکت جان کی سازش کا سلسلہ بھی تھا۔ اور میری قوم کے آدمیوں کے ذریعہ ریکارڈوں کے مرتکب لانے میں الحامات کے بھارتیات نے مجھے ملو

قدت کا شان بہت زبردست ہے۔ قدت نے مولانا صاحب پر رحمت کی نھی۔ ذومیری طرح سفید پوش آدمی تھے۔ وہ علاقہ انگریزی ضلع ملتان کے ایک گاؤں کوڑے کے باشندہ تھے۔ بھٹی قوم کے آدمی تھے۔ ان کا باپ میاں نبی بخش صاحب ریاست میں آیا تھا۔ میاں ان صاحب کا ابتدا ملائیت پر گزارہ تھوڑے شری کا کام بھی کیا کرتے

تھے۔ اور ملائیت کے ذریعہ دلو کی خیرانی روٹھیں پر بالعموم ان کا وقت بسر ہوتا تھا۔ وہ بہانوں میں دھوکے بھی پیے لیا کرتے تھے۔ ایک وقت ان کو طاعون کی ضرورت ہوئی۔ سر مولانا رحیم بخش صاحب نے ہربانی کر کے جیل کے لندن ان کو تھیریں کا تالیق بنایا

اس کے بعد اسی سر مولانا نے قیس مدیہ برائے ان کو ہمارے آقا کا تالیق بنا دیا۔ جہاں سے آپ کا حاضر اقبال دودھ افلاک پر لڑی۔ جس پر آپ بھی قوم سے تفریق پائی گئے۔ اور خاندان قریش سے رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ تبدیل قوم کے لئے وطن مولو کے اندر کوشش بھی کی لیکن حکام نے منظور نہ کیا۔ عالم ردیاء میں امام اسلام کی بیعت کے اعلان سے دلی فتنہ کا جامہ پہنا۔ عالم جنات کو سحر تلبایا۔ اور سحر کے معجزین کو حکام مجید کے ذریعہ اپنا مرید بنایا۔ اور خود بھی ان کے ساتھ صلوات

رہنے کے لئے قرآن اٹھاتے رہے۔ شرف تائیس کے باعث سٹیٹ کے تمام سفیر حیات برائے نام گئے۔ نگہ مکیا مدیہ کی خواہش اور شانہ بر ملا رہا۔ ریاست مدین مولو قیہ کو درختانہ گہری کے اندر تیار کر دیا۔ چھ دو گوں سے رشتہ سیکر بسٹیٹ

کے اندر معقول مہدوں کے عطا کرنے سے اپنی نرا آبادی قبیل کی زیر دست
 جماعت بنائی۔ غرضیکہ جوجی آیا۔ وہی کیا۔ اور من مانگتی عورتیں پوری کرتے ہی
 جلالی اور جبروت نے دنیا کے اندر آپ کو مستحق بنا دیا۔ دوست دشمن کا
 اختیار نہ رہا۔ شریف اور غریب کی پہچان نہ رہی۔ خود غریبوں نے مغلوب الغضب
 بنا دیا۔ اشتعال کے اندر سرسبز الارض تمام ہو گئے ہوا اور عرص کے اندر ان کا سرسبز
 دریا ناپید کنا ہو گیا۔ نعمت نے کئی دفعہ دنیا بھی دکھلایا۔ ناگہانی حادثات نے
 شہریت پر بھی صدمہ پہنچایا۔ لیکن شانِ استغنیٰ کے اندر فرق نہ آیا۔ بلکہ اب
 یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جمع نمازیں بھی دروازہ کی جانب مسجد تک آنا
 باعث ناقابل برداشت تکلیف ہو گیا۔

ساداتِ ملازمان سے پاؤں تک وصلانے شروع کر دیے
 میں ایک سلامت و قوم کا آدمی تھا۔ اچھے دلم و محبت میں آگیا تھا۔ کاش میرے
 خدمات اور سچی خدمت گزار رہیں پریشان استغنیٰ نے فورہ بھر بھی التفات نہ کرنے
 دیا۔ اگر ان کے استغنیٰ کا میں ابتداء میں واقف ہوتا۔ تو آج یہ مصیبتیں
 پیش نہ آتیں۔

بلورین وطن میں حضرت مولانا صاحب کی زندہ تاریخ ہوں۔ اعدائے

حکوم ہونا چاہیے کہ میں نے ان کے کسی واقعہ کو نہ لکھا نہیں لکھا میرے پاس
 ہر ایک واقعہ کے بالعموم مفصل ریکارڈ ہیں۔ جن کو میں اپنے آقا کے پیش
 کر دینگا۔ یہ نقطہ ان ریکارڈوں کا مختصر و بیاچہ ہے۔ اور
 میں وہ بارشیدہ شخص ہوں۔ جس کو ہمارے وطن کے سامنے اس بات
 کا پورا غور و نامہ ہے۔ کہ سر زمین ہیئت کے اندر پہلا شخص میں ہی ہوں۔
 جو پنجاب یونیورسٹی کا بی ایس آنرز طبیکل سائنس یونیورسٹی کا ایم اے۔ اور وہی
 یونیورسٹی کا ایل ایل۔ بی ہوں۔ اور پنجاب گورنمنٹ کا امتحان انٹرمیڈیٹ کسٹرن
 اعلیٰ گریڈ پیرامیٹرز کے ساتھ عدادہ پاس کر چکا ہوں۔ اور یہ تمام ڈگریاں اپنے
 معتمد تہذیب و ادبی ریاست کے عنایات خسرانہ اور تہذیب و شائمانہ کے ذریعہ
 پورے فرمائے پر میں نے حاصل کیں۔ ان تمام ڈگریوں کے حاصل کرنے پر آنا
 کے وہ شائمانہ الفاظ مجھے نہیں بھول سکتے۔ اور وہ مجھے حیات جاوید کا شرف
 سنا رہے ہیں۔ جن کے ذریعہ آقا نے پہلے پہل مجھے دستار کٹ مجسٹریٹ بنائے
 کا عزم ظاہر فرمایا تھا میں نے اس عزم کے اندر مختلف اوقات میں متبرم
 دربار منصف مجسٹریٹ درجہ اول۔ ایکٹنگ پبلک پراسیکیوٹر۔ وائس چانسلر
 صاحب کالہم کیا۔ میرے خدمات۔ میری محنت۔ میری استعداد۔ میری

اور میں حکومت خاندان کی خدمت میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ کہ آپ ان کے لیے مختصر سرکاری جگہ لکھیں۔ اور میں حکومت خاندان کی خدمت میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔

دیانت داری۔ کسی تشریح کی محتاج نہیں اسکا بدیہی ثبوت یہ ہے۔ کہ
پورپہن۔ اور برٹش افسر جن کے تحت میں نے کام کیا۔ وہ تمام مجھ سے
خوش رہے۔ اور موقدہ ہر وقت مجھے ترقی دیتے رہے۔

برادران وطن سے یہ بات مخفی نہ ہونی چاہیے۔ کہ میں نے ریاست
میں کبوں ملازمت کی۔ درحالیکہ انہی قابل عزت ڈگریوں کے حاصل کرنے
کے باعث برٹش علاقہ میں مجھے معقول عہدے مل سکتے تھے اور یہاں تک
کہ آج اپنی حسب خواہش میں کسی اعلیٰ منسلک پر ہوتا۔ میرے اپنے قلمی جذبات
نہے جن کے اندر تقاضائے عقیدت سے آنگلی خدا کا دی مطلوب تھی۔
اپنے ملک اور برادران وطن کی خدمتگداری کی دل میں ہوس تھی جس پر
میں نے اپنے وسیع مفاد کو اپنے جذبات پر شمار کیا۔

میں ایک آزاد آدمی تھا۔ فرائض سرکاری کو انجام دینے کے بعد گوشہ
تنہائی میں زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ مجھ پر نہ علماء دین ریاست کو کوئی شکایت
تھی نہ برادران وطن کو

میرا تصور ایک تو یہ ہے کہ میں ریاستی ہوں۔ اور اس خاندان کا
فرد ہوں۔ جس کو ریاست کے زمانہ قدیم اور آغاز سلطنت عباسیہ سے ریاست

کی رعایا اور آقا کے قتل کا رہمنے کا نعرہ حاصل ہے۔ اور میرے خلیفان کے لوگ ریاست کے اندر خلافت - تجارت اور قابلیت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں جن میں سے زمانہ حال کے نذر منشی فاضل - مولوی عالم - حاجی الحرمین حضرت مولانا مولوی عزیز الرحمن صاحب مدظلہ جو ڈپٹی افسر ریاست بہاول پور اور مولانا الحاج مولوی محمد عبدالرحمن صاحب میونسپل کمشنر میں دسواں گرا عظم ریاست بہاولپور چھٹے نیک اور متقی اپنے ملک امدانہ کے سچے جانثار آدمیوں کا مسعود وجود موجود ہے۔

اسکے بعد

دوسرا قصور یہ ہے کہ ریاست کی انتہائی عدالت جس میں ریاست کے مقدمات کی نقدیکہ آخری فیصلہ ہوا کرتا ہے۔ ایسے مقدمات کی تکمیل و ترتیب اور عدالت اعلیٰ کے سامنے درخواست پیش کرنے کا جارج میرک یا تھ اپنی ضرورتوں کی خاطر دربار میں اپنے آدمیوں کے ذریعہ ناکہ بندی کرنے کے لئے غالباً ہر مہم منتر صاحب اس مہدہ کو بھی اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے تھے۔ جس کے لئے مرزا عزیز صاحب غیر ریاستی باشندہ ہٹان سارہ جیو شمش الدین صاحب کو منتخب کیا گیا۔ پہلے سال اسے تین سو روپیہ کا جدید مہدہ ہینڈلٹ سنڈی گھر دیا گیا۔ اور دوسرے سال بدترقی صاحب رجسٹرار دربار

در پستل اسٹنٹ چیف منسٹر بنا دیا گیا۔ اور بغیر کسی تصور کے مجھے مذہب سے
 سے نکال کر جیلک پراسیکیوٹر کی آسامی دیدی گئی۔ جس میں ہمارے
 مجھے نقصان پہنچایا گیا۔ درحقیقت یہ مقدمہ میرے لئے ناقابل برواقت تھا
 نکلنے سے یہ ہوتی۔ کہ میں نے اپنے حقوق کی اپیل کی اور اس میں حکومت منسٹر
 صاحب کی بے انصافیوں کے کچھ حالات بھی لکھ دیے۔ یہ اسی بات کا نتیجہ ہے
 کہ میں اپنے آقا کا بدخواہ ملک کا غدار بنا گیا ہوں۔ اور میری نسبت وہ
 الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن کا میں مستحق نہیں تھا۔ اور

میں چمن لال — وہ آدمی ہوں۔ جس کو قدیم سے ریاستی پونے
 کا نائب ہے۔ میرے والد ماجد کا نام مشکٹ رائے صاحب کے خدمات کسی
 تفصیل کے محتاج نہیں۔ وہ سب انسپکٹر پولیس رہے۔ ان کے خدمات کا
 سلسلہ تازہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جس میں کہ انہوں نے حقوق ملک
 کی انجام دہی میں اپنے آپکو اپنے معصران سے امتیاز پر رکھا ہوا تھا۔
 میعاد ملازمت پورے تینکے بالٹ اب وہ پنشن پا کر داخلی اقبال سرکار میں جبر
 تعلق اور رشتہ کے آدمی قدیم سے ریاست کے اعلیٰ چھ عہدوں پر رہے
 اور اعلیٰ پیمانہ پر تجارت کر کے ریاست اور رعایا پر ریاست کی خدمت کرتے تھے

جن میں سے اس وقت پروردگار دامن جناب لادن بہاری لال صاحب سوادگر احمد پور شریف اور ڈاکٹر کشن دیال صاحب کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کے حسناتِ سلامتی اور پاکیزہ زندگی سے بھی واقف ہیں۔ میں پنجاب یونیورسٹی کا جی۔ اے ہوں۔ میڈی پیدائش بھی ٹنگ ریاست کے اندر ہے۔

پیر بخش اور تعلیم بھی اسی ٹنگ سے ہے۔ میں مینہ تعلیم کے لہذا کئی سکول میں تھرڈ ماسٹر تھا۔ میرے انجام فرائض کے اندر آج تک کوئی نقص نہیں آیا

میری محنت۔ اپنے ہم عصروں کے ساتھ تیار رہ رہ جاتی تھی۔ میں عالی جناب ہوم مینسٹر صاحب کا بھی دل سے فغانہ دار تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ رنج کے اسباب ان کے دل پر کیوں پیدا ہوئے۔ اور وہ اس شدت تک کیوں پہنچے۔ میں اپنے آپ کو ایک فی جہیں اللہ مصیبت کا شکار سمجھتا ہوں میری یاد کے اندر میرے ذمہ گناہ صرف یہ ہے کہ سال ۱۹۲۵ء میں تعلیم کے لئے دو بچے میرے سپرد ہوئے تھے۔ ایک ضیاء الدین فرزند عالیجناب ہوم مینسٹر صاحب۔ دوسرا عمر فرزند جناب حافظ غلام قادر صاحب افسر مل۔ یہ دونوں کلاس میلو اندر سوئیں کلاس کے سٹوڈنٹ تھے۔ میں ان دونوں کا پرائیوٹ طور پر تلمیذ تھا۔ مجھ نے تو وقت پر اپنا امتحان پاس کر لیا۔ اور وہ اب ولایت بن ایم۔ اے کلاس کے اندر تعلیم پا رہا ہے۔ لیکن پچیسویں سے ضیاء الدین باوجود میری کافی محنت کے امتحان میں ناکام رہا

پس ۱۰۰۰ ہانت بچے قرار دیا گیا۔ اسی روز سے جس سرمد مناب ہوا۔ اگرچہ آئندہ سالوں میں علی گڑھ جیسے سکول میں تعلیم پانے اور اعلیٰ زرخیر کے باوجود ضیاء الدین پھر بھی اس امتحان میں ناکام رہا۔ لیکن مولانا صاحب کی پھر بھی تشفی نہ ہو سکی۔ کہ یہ ناکامی خود بچے کی کمی تھی نہ نتیجہ تھی۔ اور اپنا پہلا رنج بدستور سب سے نسبت بحال رکھنے چلے آئے۔ مجھے اپنی استحقاقی

رتبوں سے محروم رکھنے کے علاوہ تنہا کا صدمہ بھی پونچھا گیا۔ اور ادھر ادھر کی تبدیلیوں سے تکلیف دینی بھی شروع کر دی گئی۔ جس پر مدائے احتیاج منہ کرنے سے بیکر برضات پروینکندہ شروع ہو گیا۔ مانت اور ذریعہ اثر طارمان سے میری نسبت جھوٹی ڈائریاں تیار کر کر

مجھے میٹھ کر دیا گیا۔ اس وقت اگرچہ میں نے اپنی معاش اور شغل کا دوسرا ذریعہ پیدا کر لیا تھا لیکن قدومت نمکونائی کے باعث منعم قدیم اور سرزمین ریاست سے توقعات کا سلسلہ بدستور دل کے اندر تھا۔ جس کو کھینے کے لئے مولانا صاحب نے اسنو یہ کارروائی فرمائی ہے۔ جس کا دل پر ایک

اب ان حالات سے بہرہ ذی فہم آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے

مجھے میں قدرت نے ازل سے غلامی اور نمکونازی کا طوق ڈال رکھا ہو۔ اور جن کو اپنے آقا اور ملک کی سرزمین سے۔ اپنے گھر اپنی آئندہ نسلوں کے لئے عاجز بندگی کا واسطہ ہو اور پھر وہ سوائے اپنے ملک اور اپنے منعم کے دروازے کے کسی اور جگہ کے آشنا ملک نہ ہوں ان کے دل میں اپنے ملک اور قابل احترام آقا کی نصیحت ایسے ٹھنڈ اور ناماک خیالات

پیدا ہو سکتے ہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک فتوہ کفر ہے۔ جو ہم منظر صاحب کی طرف
 سے صرف ہم مذہب کاران ملک کے برخلاف نہیں لگایا گیا۔ بلکہ حالات گذشتہ پرست
 کا نقشہ برادران وطن کے پیش نظر ہے۔ کہ جب سے حضرت مولانا صاحب میدان اقبال میں
 قدم رکھا۔ کوئی سال ایسا پیگڑا رہی ہیں کہ حصول افواض خود کیلئے فتوحات طاعنہ بر سر کار
 والا کے سچے جان مشاران پر ہوسم کے الزام اور کفر کے فتوے دلائے گئے ہوں۔ اداان
 حالات کے ذریعہ حق ہم پر لگائے گئے تھے جی شلن کو بھی اسی طرح بدخواہی سر کا دلا لا جا رہا تھا
 گیا ہو۔ یہ تشریح بہت لمبی ہے۔ جس کے اندر ہر ایک مانتہ کا جواب افسانہ بنے۔ جو کسی دوسرے
 وقت بداران وطن دیکھ سکیں گے۔ ہم تو ڈھنگ تھے۔ جو حضرت مولانا صاحب کے خوف الہی
 کے باعث ان کے سچے جان نثار تھے۔ انکی خدمت کو تدل سے انجام دینے میں ہم نے کسی کج
 نہیں کیا ہم تو منعم قدیم سے اپنے تمام مقاصد حاصل کر کے خوش نہائی میں زندگی بسر کر رہے تھے۔
 لیکن جگہ برقی حالت سے انبار کے تندہ سر کیا گیا۔ تکلیفیں بونچائی گئیں۔ بدنام کیا گیا۔ اور پھر
 محض ناموں پر چلنے والے دمن سے ذرائع انعام کے حیلوں سے مستفاد کر لئے گئے
 اور ان کو ہمدی نسبت غلط جرین دیکر دہر کر میں رکھا گیا۔ جسکے باعث ہم اپنے ابناء
 وطن کی خدمت حقیقت کا انگشتانہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔
 جس فضائے دوا المن کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے اس کی شان زہریت کا

نقشہ اپنے سامنے کرتے ہوئے ہم برادران وطن کو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم اپنے آقا کے بچے نکھاریں۔ اور آقا کی رعایا۔ آقا کے ملک۔ آقا کے دور حکومت کے سچے وفادار و جان نثار ہیں۔ ہمارا جان و مال سب آقا کی ملک سے ہے۔ اور آقا کا مال جھٹک ہے ہمارے عزیز و اقارب سب آقا کے غلام ہیں۔

اخبار کعبہ - سے ہمیں کئی خبر کا رہیں اور نہ اُس کے اندر ہماری کوئی مالی مصلحت ہے۔ اشاعت ایڈیٹرز کے بندہ ملانے پر ہمیں جو کچھ معلوم ہوا۔ وہ یہ ہے۔ کہ ممتاز اڈیٹر اخبار مجاہد کالج کے ندر بی۔ اسے میں تسلیم بنا رہا۔ اور کافی عرصہ دیاں رہا۔ وہ عزیز مرزا صاحب سالہ میجر شمس الدین صاحب کا پورا نشانہ گرو ہے۔ اور انکا ہوا ملن ہے اور جو کچھ وہ اخبار کعبہ کے اندر لکھا کرتا ہے۔ اپنے ملامت اور تعلقات سے لکھا کرتا ہے۔ اُس کے اندر اُس کی دوسری بات ہے۔ نو آبادی کا وزیم ہم سے کوسل دور ہے۔ نو آبادی میں ہم منسٹر صاحب کی بہت کافی ماضی ہے۔ اگر فیہ لندن اراضی کے لئے حصول ماضیات کے واسطے کوئی واقعات باوث تکلیف اور موجب بدولی ہو سکتے ہیں۔ تو وہ مولانا صاحب کی طرف سے آئے دن چیدہ چیدہ رقبوں کی خرید۔ خرابہ کاغذ و لوب حصول اور حقوق سے زیادہ آہوشی۔ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ اپنے اللہ سے دعا مانگا کرتے ہیں۔ کہ پراجیکٹ کامیاب ہو۔ اور سر زمین ریاست سرسبیری و شادابی

میں روز افزوں ترقی کرے۔ اور منعم قدیم حضور سرکار عالی و ہم اقبالہ و ملک کی تمام
دلی تمناؤں پوری ہوں۔ اور ان کا سایہ عاطفت ہمیشہ اپنے غلاموں پر قائم رہے۔

یہی ہماری حقیقت ہے۔ انصاف کی ہم اپنے اجاتے وطن کو اطلاع دیتے ہیں

ہم کو فقط سرانا غلام حسین صاحب کی بے انصافیوں سے شکایت ہے۔ جنہوں نے
اپنے ذاتی اغراض کی بناء پر ہم کو شدید تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ جس کی فریاد ہم اپنے آقا
کے حضور پیش کرنے کے واسطے لئے بیٹھے ہیں۔ اور ہم کو اپنے تاجدار آقا و ہم اقبالہ
و ملک کی ذات والا صفات سے ہوا متیقن ہے۔ کہ وہی ہم کو بار بار یاب و مت
فرما کر ہمارے غمناک مصائب کی توجہ فرمائیں گے۔

۲ نومبر ۱۹۲۸ء دعا گو بان دولت خداداد عباسیہ

چٹ چٹ چٹ چٹ

غلام قادر خاگوانی پشتر شیرمل - محمد امین لودی شپرسرینڈنٹ پولیس
لطیف اللہ شپرسرینڈنٹ انسپکٹر - عبدالرشید ایم۔ اے۔ - ایل۔ ایل۔ بی۔ رخصتی سنگ پراکٹر
جنرل جتاناہ۔ بی۔ اے۔ - ۱۹۲۸ء

